دعوتِ فکر

مرزا غالب کے اس شعر کے مصداق کہ ۔

''تجھ سے تو کچھ کلام نہیں لیکن اے ندیم
میرا سلام کہو اگر نامہ بر ملے!''

ہمیں اِس مرحلے پر اُن لوگوں سے تو کچھ نہیں کہنا جو یا کسی حقیقی و واقعی یا مزعومہ وموہومہ ظلم اور زیادتی کے ردّعمل کے طور پر پاکستان کو توڑنے کے درپے ہو گئے ہوں، یا کسی سبب سے اِس نتیجے پر پہنچ چکے ہوں کہ ع

''مری تعمیر میں مضمر تھی اک صورت خرابی کی!''

کے مصداق پاکستان کا معرضِ وجود میں آنا ہی غلط تھا، لہٰذا اسے بالفعل یا بالقوہ معدوم کر دینا ہی مناسب ہے۔ ایسے لوگوں سے گفتگو کا صغریٰ کبریٰ ظاہر ہے کہ مختلف ہوگا۔ سردست اُن سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ہم اُن تمام لوگوں کو جو پاکستان کی بقا اور سالمیت کے دل سے خواہشمند ہوں، دعوت دیتے ہیں کہ پوری دیانت داری کے ساتھ امکانی حد تک غور کریں کہ آیا متذکرہ بالا پانچ اُمور پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے لوازم ہیں یا نہیں؟ اور آیا اُن میں سے کوئی تقاضا بھی اسلام کے سوا کسی اور نظریے یا نظام کے حوالے سے پورا ہونے کا کوئی امکان ہے؟؟

اِس ضمن میں حسب ذیل حقائق روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں:

۱) تحریک پاکستان سے قطع نظر کہ اُس کا تو نعرہ ہی یہ تھا کہ ''پاکستان کا مطلب کیا؟ ''لا الٰہ الا اللہ!'' پاکستان کی لگ بھگ چالیس سالہ تاریخ کے دوران میں بھی واقعہ یہ ہے کہ جو بھی عوامی تحریک اُٹھی صرف اور صرف دین و مذہب کے حوالے سے اٹھی۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی ختم نبوت کی تحریکیں تو اس کی ''خالص'' مثالیں ہیں ہی، ۱۹۷۰/۷۱ء کی بھٹو صاحب کی عوامی تحریک کو بھی فی الواقع ''عوامی'' بننے کے لیے سوشلزم کو ''مشرف بہ اسلام'' کرنا پڑا تھا اور خالص مساوات کی بجائے ''مساواتِ محمدیؐ'' کی اصطلاح استعمال کرنی پڑی تھی، جس کا شکوہ اب اُن کے بعض رفقاءِ کار کر رہے ہیں۔ پھر ۱۹۷۷ء کی ''پاکستان قومی اتحاد'' (P.N.A) کی تحریک بھی جو ابتداءً خالص سیاسی اور جمہوری تھی ''عوامی'' تب ہی بنی تھی جب اُس نے ''تحریک نظام مصطفیٰ'' کا عنوان اختیار کر لیا تھا۔

اِس ضمن میں اگرچہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گزشتہ (یا حالیہ؟) مارشل لاء نے اپنے ساڑھے آٹھ سالہ دور میں اِس جذبے کو مضمحل کرنے اور اس تلوار کو ''کند'' کرنے یا عوامی زبان میں اِس غبارے کی ہوا نکالنے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کی ہے لیکن اب بھی یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ پاکستان میں کوئی منفی اور یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَھُمْ بِاَیْدِیْھِمْ[۱] کے مصداق تخریبی تحریک تو کسی دوسری اساس پر اُٹھ سکتی ہے لیکن پاکستان کی سالمیت کو بطور اُصول موضوعہ تسلیم کرنے والی مثبت تعمیری تحریک سوائے مذہبی جذبے کے اور کسی بنیاد پر نہیں اُٹھ سکتی۔

۱ سورۂ حشر آیت نمبر۲۔ ترجمہ: ''اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے ڈھاتے ہوئے۔''

۲) یہی معاملہ ''نظریہ جامعہ'' کا ہے کہ پاکستان میں بسنے والوں کی عظیم اکثریت کو ایک بنیان مرصوص بنانے کی صلاحیت رکھنے والا ''نظریہ'' صرف

اور صرف ''ایمان'' ہے، اِس لیے کہ ایک رشتہ اخوت ایمانی ہی ہے جو رنگ، نسل، زبان اور زمین کے تمام رشتوں سے بالاتر ہو کہ پاکستان کے مسلمانوں کو ایک ''قوم'' ہی نہیں، ایک امت بلکہ ایک ''حزب'' (پارٹی) بنا سکتا ہے اور پاکستان میں قومی یک جہتی اور ہم آہنگی کا ضامن بن سکتا ہے۔ یہ بات اِس سلسلہ مضامین میں تفصیل کے ساتھ عرض کی جا چکی ہے کہ یہاں کوئی نسلی یا لسانی عصبیت ایسی موجود ہی نہیں ہے جو کل پاکستان سطح پر بروئے کار آ سکے۔

یہاں یہ وضاحت بھی نا مناسب نہ ہوگی کہ الحمد للہ کہ پاکستانی قوم عمل کے اعتبار سے خواہ کتنی ہی تہی دامن اور کوتاہ دست کیوں نہ ہو، اسی طرح فقہ کی جزئیات میں اُن کے مابین خواہ کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو، جہاں تک اساسی نظریے یعنی ایمان کا تعلق ہے اُس کے ضمن میں اختلاف بھی نہ ہونے کے برابر ہے، اور خصوصاً اُس کے منبع و سرچشمہ یعنی قرآنِ حکیم کے متن کے ضمن میں تو سرے سے کوئی اختلاف ہے ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۳ جس کا حوالہ اِسی باب میں پہلے بھی آ چکا ہے، مسلمانوں کو جس ''حبل اللہ'' یعنی اللہ کی رسی کو تھامنے کی تاکید کرتی ہے،[۲] اس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث مبارکہ میں صراحت فرمادی ہے کہ وہ قرآن حکیم ہے۔

۲۔ ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾

''سب مل جل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔''

چنانچہ اِسی حقیقت کو علامہ اقبال مرحوم نے اِن الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ ؎

''از یک آئینی مسلماں زندہ است
پیکر ملت زِ قرآں زندہ است!
ماہمہ خاک و دل آگاہ اُوست
اعتصامش کن کہ حبل اللہ اوست''[۱]

۳) اِسی طرح مسلمانوں کے بارے میں یہ حقیقت بالکل قطعی اور حتمی ہے کہ اخلاقیات کے ضمن میں اُن کے یہاں علم وظائف الاعضاء (Physiology) کا ''سب کچھ یا کچھ نہیں والا قانون'' (All or None Alaw) کارفرما ہے، یعنی یہاں کسی قوم پرستانہ (Nationalistic)، یا مصلحت پرستانہ (Utilitarian)، یا مسرت پسندانہ (Hedonistic) اساس پر بنیادی انسانی اخلاقیات کی تعمیر بھی بالفعل ممکن نہیں ہے اِس لیے کہ یہاں اخلاق کی واحد ممکن اساس ''ایمان'' ہے۔ وہ اگر بالفعل موجود ہوگا تو عام انسانی ہی نہیں اسلامی اور ایمانی اخلاق عالیہ بھی وجود میں آ جائیں گے بلکہ روحانیت کی بلند ترین منزلیں بھی تعمیر ہو جائیں گی، اور اگر وہ موجود نہیں ہوگا یا نہایت کمزور اور ضعیف ہوگا تو کسی دوسری اساس پر بنیادی انسانی اخلاق بھی وجود میں نہ آ سکیں گے۔

۱۔ یعنی مسلمانوں کی حیات ملی کا راز یہی ہے کہ وہ ایک آئین پر متفق ہیں، گویا پیکر ملت کے لیے رُوحِ حیات قرآنِ حکیم ہے۔ ہم تمام مسلمان تو دراصل پیکر خاکی کی حیثیت رکھتے ہیں جس میں دھڑکنے والے دِل کی حیثیت قرآن کی ہے۔ لہٰذا اے مسلمان! اُسے مضبوطی سے تھام لے، اِس لیے کہ ''حبل اللہ'' یعنی اللہ کی مضبوط رسی وہی ہے۔ (اس ضمن میں قائدِاعظم مرحوم کے یہ الفاظ بھی یاد رکھنے کے قابل ہیں کہ ''ہمارا ''آئین'' چودہ سو سال قبل طے ہو گیا تھا'')۔

۴) یہ بات البتہ تفصیل طلب ہے کہ وہ واحد نظامِ زندگی جو ایک جانب افراد کی سیرت و کردار کی تعمیر کے لیے مناسب فضا فراہم کر سکتا ہو اور دوسری طرف فرد بمقابلہ معاشرہ و ریاست، مرد بمقابلہ عورت، اور سرمایہ بمقابلہ محنت ہر سطح پر اور جہت سی عدل و قسط پر مبنی ہو اور سب کے مابین حقوق و فرائض کے عادلانہ توازن کا ضامن بن سکتا ہو، اللہ کے عطا کردہ ''دین حق'' کے سوا اور کوئی نہیں ہے اور اگرچہ اِس دعویٰ کی حقانیت کے تفصیلی دلائل و شواہد اِس تحریر کے دائرہ بحث سے خارج ہیں، تاہم موضوع زیر بحث کے اعتبار سے یہ حقیقت اہمیت کی حامل ہے کہ پاکستان کی مسلمان قوم کے طبقہ متوسط میں، جو کسی قوم کی اصل ریڑھ کی ہڈی کی

حیثیت رکھتا ہے، ایسے لوگوں کی تعداد بحمد اللہ بہت کثیر ہے، جو دل ودماغ کے متفقہ فیصلے کے ساتھ اس کے شدت کے ساتھ قائل ہیں اور یہ چیز کسی اسلامی انقلابی جدوجہد کے آغاز کے لیے یقیناً ابتدائی سرمایہ (Initial Capital) کی حیثیت رکھتی ہے۔

۵) گویا ع

''کافر نتوانی شد ناچار مسلمان شو!''

کے مصداق ہمارے قومی وملی وجود کے جملہ عوارض وامراض کے ازالے اور معالجے، اور پاکستان کے بقاواستحکام کے لیے جو امور لازمی اور ناگزیر ہیں وہ سب کے سب ایک ہی سمت میں اشارہ کر رہے ہیں اور وہ ہے ''اسلامی انقلاب'' کی سمت۔ البتہ ایک قیادت کا مسئلہ ایسا ہے جو بظاہر ''ٹیڑھی کھیر'' بھی نظر آتا ہے اور بلی کی گردن میں گھنٹی باندھنے کے مترادف بھی محسوس ہوتا ہے۔ اِس لیے کہ اسلامی انقلاب کے لیے لامحالہ ایک ایسی قیادت کی ضرورت ہے جو ایک جانب مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماءِ حق کا اِعتماد حاصل کر سکے۔ دوسری جانب جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو بھی مطمئن کر سکے اور تیسری جانب عوام میں بھی مقبولیت حاصل کر سکے، اور فی الوقت بظاہر احوال جو کچھ نظر آ رہا ہے، وہ یہ ہے کہ

''نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کے لیے!''

کے مصداق شاید امت مسلمہ کی کوکھ ایسے سپوتوں کے اعتبار سے بانجھ ہوگئی ہے تاہم نوید قرآنی:

﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾

''جان لو کہ اللہ زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔'' (سورۂ حدید، آیت: ۱۷)

کی رو سے اُمید رکھنی چاہیے کہ امت کی سوکھی کوکھ بھی از سر نو ہری ہو سکتی ہے۔ بہر حال اس ضمن میں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ ایسی قیادت نہ آسمان سے نازل ہوگی نہ ہی کہیں سے ''درآمد'' کی جا سکتی ہے، بلکہ اُس کے وجود میں آنے کی واحد صورت یہی ہے کہ اللہ کے بھروسے پر ایک اسلامی انقلابی جدوجہد کا آغاز کر دیا جائے، اگر اللہ کو منظور ہوا تو اِسی جدوجہد کے دَوران وہ قیادت بھی اُبھر کر سامنے آ جائے گی اور اُسے عوام وخواص سب کا اعتماد بھی حاصل ہو جائے گا۔

کامیابی کی اصل ضمانت

اِس جدوجہد کی کامیابی کی اصل ضمانت وہ حقیقت ہے جو ہم ''تصویر کا روشن رُخ'' اور بالخصوص ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور پاکستان'' کے عنوان کے تحت عرض کر چکے ہیں، یعنی یہ کہ پاکستان میں اسلامی انقلاب کی جدوجہد ارادۂ خداوندی کے ساتھ ہم آہنگی، تدبیر الٰہی کے ساتھ سازگاری اور بقول علامہ اقبالؔ مرحوم ''فطرت کے مقاصد کی نگہبانی'' کے مترادف ہوگی۔ اِس صورت میں مندرجہ ذیل حدیث قدسی کے مطابق اُس جدوجہد کو اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید لازماً حاصل ہو گی اور وہ کیفیت پیدا ہو کر رہے گی کہ ع

''ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ!''

''میرا بندہ مجھ سے نوافل کے ذریعے قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اُس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔''
(بخاریؒ، عن ابی ہریرۃؓ)

تاہم اس جدو جہد میں اپنے آپ کو کھپانے کا عزم رکھنے والوں کو کامیابی کی اصل ضمانت صرف اپنے خلوص و اخلاص اور اس جدو جہد میں اپنی استقامت کو سمجھنا چاہیئے، اس لیے کہ اسلامی انقلابی جدو جہد وہ واحد جدو جہد ہے جس میں شریک افراد کے لیے ناکامی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ بالفرض اجتماعی سطح پر اُس تحریک کی کامیابی سر دست اللہ کی حکمت میں نہ ہو تب بھی۔

''شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت، نہ کشور کشائی!''

کے مصداق اُن کا اصل مقصود تو شہادت علی الناس کے فریضے کی ادائیگی اور شہادت کی موت کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْھُمْ!

اگلا سوال

ہماری اب تک کی کل گزارشات کا لب لباب اور حاصل کلام صرف یہ ایک جملہ ہے کہ:

''پاکستان کے استحکام کا واحد ذریعہ اسلامی انقلاب ہے!''

اور اسی پر ہم اس کتاب کو ختم کر رہے ہیں۔

اِس مرحلے پر ایک نہایت اہم اور بنیادی سوال یہ سامنے آتا ہے کہ وہ اسلامی انقلاب کیسے آئے گا؟ اُس کے اساسی لوازم کیا ہیں؟ بنیادی طریق کار کیا ہے؟ ابتدائی مراحل کیا ہیں؟ اور تکمیلی اقدامات کیا ہوں گے؟

بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اِن امور کی بھی تفصیلی وضاحت کی ضرورت ہے کہ اسلامی انقلاب سے مراد کیا ہے؟ اور اِس کے نتیجے میں جو سماجی، معاشی اور سیاسی نظام وجود میں آئے گا اُس کے اہم خدوخال کیا ہوں گے؟

چنانچہ پاکستان میں اسلامی انقلاب: کیا اور کیسے؟ کے موضوع پر راقم الحروف ان شاء اللہ جلد ہی اپنی دوسری تالیف کا آغاز کر دے گا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم!!

خاکسار اسرار احمد عفی عنہ   لاہور: ۱۷ فروری ۸۶ء